محبت مر نہیں سکتی

نگہت سیما

روز گارڈن میں ایقان کے ساتھ چلتے، چلتے اوج نے کہا تھا۔

''محبت کبھی نہیں مرتی ایقان، وہ ہمیشہ زندہ رہتی ہے..... دل میں آگ لگائے رکھتی ہے۔ یہ آگ کبھی نہیں بجھتی ایقان، ہم بھلے کچھ بھی کہیں ہزار دعوے کریں کسی کو بھول جانے کے کسی اور کے سنگ بہترین زندگی گزاریں۔ مکمل زندگی..... پوری خوشی کے ساتھ تب بھی یہ آگ اندر جلتی رہتی ہے۔ اس محبت کی آگ جس نے پہلے پہل دل کو چھوا ہو..... وہ آگ ہمیشہ اندر ہی اندر جلاتی اور راکھ کرتی رہتی ہے۔''

''تو کیا میری محبت بھی ہمیشہ تمہارے دل میں زندہ رہے گی؟'' ایقان چلتے، چلتے رک گیا تھا۔

''ہاں۔'' اس نے ایقان کی طرف دیکھا۔

''چاہے میں تم سے محبت نہ کروں؟'' اس کے لہجے کی شوخی اوج سے چھپی نہ رہ سکی۔

''ہاں، چاہے تم مجھ سے محبت نہ کرو۔'' اوج سنجیدہ ہو گئی تھی۔ ''تب بھی تمہاری محبت کی آگ میرے اندر یونہی جلتی رہے گی۔'' ایقان کی آنکھوں میں نمی اتر آئی تھی۔

اوج اوس کی آواز بوجھل ہو رہی تھی۔

''تم..... تم مجھے اتنا چاہتی ہو اتنی بے لوث اور بے غرض چاہت ہے تمہاری۔''

چاہت ہمیشہ بے لوث اور بے غرض ہوتی ہے ایقان۔'' اوج مسکرائی تھی۔

''لیکن تم نے کبھی سوچا اوج، تمہاری محبت اور چاہت نے مجھے بھی یقین دلا دیا ہے کہ چاہت اور محبت سچی محبت ہمیشہ بے غرض ہوتی ہے ورنہ مجھ جیسا بے مایہ، بے حیثیت شخص اوج مظفر کی محبت کے قابل ہرگز نہ تھا اور.....''

''پلیز ایقان ایسے مت کہا کرو۔'' اوج نے اسے ٹوک دیا تھا۔

''محبت کچھ نہیں دیکھتی نہ حیثیت، نہ مرتبہ، نہ عمر، نہ مقام، یہ جب ہوتی ہے تو بس ہو جاتی ہے۔''

''لیکن اس محبت کا انجام.....؟'' ایقان افسردہ سا ہو گیا تھا۔

''اچھا ہوگا ان شاءاللہ۔'' اوج کی آنکھوں میں یقین کے دیے جل رہے تھے۔

''یہ ہیر رانجھا اور سسی پنوں کا دور نہیں ہے۔ ایقان اور اس دور میں محبتیں ہمیشہ ناکام بھی نہیں رہتیں۔''

''لیکن تمہارے پاپا..... ہ'' ایقان خوفزدہ تھا۔ ''وہ کیسے اپنی اکلوتی بیٹی کا ہاتھ ایک ایسے شخص کے ہاتھوں میں دے سکتے ہیں جس کا اپنا ذاتی گھر تک نہ ہو جو صرف پانچ ہزار ماہوار پر ملازم ہو اور ان پانچ ہزار میں اسے بچہ جاروں کا پیٹ بھرنا ہو۔''

پاپا میری بات نہیں ٹالتے لیکن اگر ایسا ہوا بھی تو میں نے تم سے کہا ہے نا کہ محبت کبھی نہیں مرتی وہ ہمیشہ زندہ رہتی ہے تمہاری محبت کی آگ بھی ہمیشہ میرے اندر جلتی رہے گی۔'' اس نے پورے یقین سے کہا تھا۔

لیکن آج اٹھارہ سالوں بعد وہ سوچ رہی تھی کیا واقعی آج بھی اس کے اندر ایقان کی محبت کی آگ دیے ہی جل رہی ہے تو اسے لگا تھا کہ اندر دور تک بجھی ہوئی راکھ ہے اور بس..... مدت ہوئی اس نے ایقان کو سوچا تک نہیں تھا۔ ''یہ آگ کب اور کیسے بجھ گئی۔'' اس نے ایزی چیئر کی پشت پر سر رکھتے ہوئے آنکھیں موند لیں۔

ایقان سے اس کی پہلی ملاقات بک سنٹر پر ہوئی تھی وہ ممتاز مفتی کی ''تلاش'' لینے گئی تھی سیلز بوائے نے کتاب کاؤنٹر پر رکھی ہی تھی کہ کسی نے ہاتھ بڑھا کر وہ کتاب اٹھالی اس نے بے اختیار پلٹ کر دیکھا تھا اور پھر جیسے ساکت سی ہو گئی تھی..... کسی مرد میں اتنا حسن اس سے پہلے اس نے کبھی نہیں دیکھا تھا۔ کیا کوئی مرد اتنا حسین بھی ہو سکتا ہے اس نے سوچا تھا۔

''سوری.....؟'' اسے اپنی طرف دیکھتے پا کر اوج نے کتاب پر سے نظریں ہٹائی تھیں اتنی پرکشش آنکھیں تھا اوج کو اپنا دل جیسے ان آنکھوں کی جھیلوں میں ڈوبتا ہوا محسوس ہوا تھا۔

''میں بہت دنوں سے یہ کتاب لینے کا سوچ رہا تھا آج دیکھی تو بے اختیار اٹھالی۔'' اس نے کتاب اوج کی طرف بڑھائی تو اوج نے چونک کر کتاب تھام لی۔

''امید ہے آپ نے میری معذرت قبول کر لی ہو گی۔'' اس کا لہجہ بے حد دلکش اور آواز بے حد خوبصورت تھی۔

''آپ کے لیے بھی ایک کاپی نکال دوں سر.....؟'' سیلز بوائے نے پوچھا۔

''اوہ..... نہیں، اس وقت نہیں پھر کسی وقت آ کر لے جاؤں گا۔''

UrduPhoto.com
UrduPhoto.com
UrduPhoto.com

''لیکن سر اس وقت کیوں نہیں پھر کسی وقت کیوں؟'' لڑکا شاید اسے جانتا تھا۔ ''آپ دوبار پہلے بھی پوچھ چکے ہیں تب کتاب نہیں تھی۔''

''ہاں یار۔'' وہ مسکرایا اور اوج نے محسوس کیا کہ اس کی مسکراہٹ بھی بہت خوبصورت تھی۔

''ایکچولی اس وقت میری جیب میں صرف ایک سو روپے کا نوٹ ہے میں کل لے لوں گا تم میری ایک کاپی رکھ دینا۔ میں تو دراصل صرف ایک برتھ ڈے کارڈ لینے آیا تھا اس وقت اپنے بھائی کی سالگرہ پر دینے کے لیے۔''

''ٹھیک ہے سر۔'' لڑکا اوج سے کتاب کے پیسے لینے لگا۔

''دو کتابوں کے پیسے کاٹ لیں۔ ایک کاپی ان کو دے دیں۔'' جانے اوج کے دل میں کیا سمائی تھی۔

''اوہ یہ...... یہ کیا کہہ رہی ہیں آپ؟ وہ دراصل میں کل لے جاؤں گا یہ کتاب...... میں اس وقت یونہی بے ارادہ گھر سے نکلا تھا۔ والٹ لینا یاد نہیں رہا، پاکٹ میں سو روپے تھے صرف کارڈ لینے کے خیال سے رکا تھا۔'' اس کی بوکھلاہٹ اور وضاحت نے اوج کو محظوظ کیا۔ اس نے کتاب لے کر اس کی طرف بڑھائی۔

''لیجیے پلیز۔''

''یہ...... یہ کیوں کر رہی ہیں آپ؟'' وہ ابھی تک بوکھلایا ہوا تھا۔

''اس لیے کہ مجھے کتاب سے اور کتاب پڑھنے والوں سے ایک خاص انس اور محبت ہے۔''

''کتاب سے آپ کی محبت تو صحیح لیکن آپ یہ کیسے کہہ سکتی ہیں کہ میں کتاب پڑھنے والوں میں سے ہوں۔'' وہ اب بڑے اعتماد سے مسکراتی نظروں سے اسے دیکھ رہا تھا۔

''ممکن ہے میں یہ کتاب کسی اور کے لیے لے جانا چاہتا ہوں۔''

''ہو سکتا ہے۔'' اوج نے اس کی طرف دیکھا۔ ''آپ یہ کتاب کسی اور کے لیے ہی خریدنا چاہتے ہوں لیکن جس طرح بے اختیار آپ نے یہ کتاب اٹھائی اور بے تابی سے اسے کھولا اس نے مجھے بتایا آپ کتاب سے محبت کرنے والوں میں سے ہیں سو یہ میری طرف سے گفٹ قبول کر لیں، مجھے خوشی ہوگی۔'' اس نے اپنی کتاب اور بقایا رقم اٹھائی اور علی سنز سے باہر نکل آئی ابھی روڈ کراس کر کے پارکنگ کی طرف جا رہی تھی کہ وہ تیز تیز چلتا ہوا اس کے قریب آیا۔

''مس...... مس پلیز ایک منٹ رکیں۔'' اوج نے مڑ کر اسے دیکھا کتاب اس کے ہاتھ میں تھی اور وہ کچھ مضطرب سا لگ رہا تھا۔

''سنیے، یہ کتاب میں نے لے لی ہے لیکن میری سمجھ میں نہیں آ رہا کہ میں کیا کہوں...... مجھے واقعی کتابوں سے عشق ہے لیکن آپ پلیز مجھے یہ تو بتاتی جائیں کہ آپ کیا کتابوں سے محبت کرنے والے ہر شخص کو یونہی کتابیں خرید خرید کر بانٹتی رہتی ہیں اگر ایسا ہے تو آپ مجھے پہلے کبھی کیوں نظر نہیں آئیں حالانکہ میں تو اکثر یہاں ان کتابوں کی دکانوں کے آس پاس ہی نظر آتا ہوں۔'' وہ اس کے ساتھ چلتا ہوا تیز تیز بول رہا تھا۔

''اب ایسا بھی نہیں ہے۔'' گاڑی کے دروازے پر ہاتھ رکھتے ہوئے اس نے بغور اسے دیکھا تھا اور اسے لگا تھا جیسے وہ دل کی ایک دھڑکن مس کر بیٹھی ہو۔

''کسی ایک لمحے کی بات ہوتی ہے جب دل سب کچھ دے دینے پر آمادہ ہو جاتا ہے وہ بھی اس لمحے کی بات تھی آپ کی آنکھوں میں جو اشتیاق تھا میرے دل نے کہا آپ کو کل تک انتظار نہیں کروانا چاہیے۔''

''آپ...... آپ باتیں بھی بہت خوبصورت کرتی ہیں اپنے دل کی طرح۔''

''میرے دل کی خوبصورتی آپ نے کیسے جان لی؟''

''آپ کے دل نے خود اپنی خوبصورتی کا اظہار کیا ہے مس، کیا میں آپ کا نام پوچھ سکتا ہوں......؟''

''اوج...... اوج مظفر'' وہ گاڑی کے دروازے پر ہاتھ رکھے اسے ہی دیکھ رہی تھی۔

''اور میں ایقان ہوں، ایقان کمال......''

''ایقان کمال۔'' اوج کو یہ نام جانا پہچانا سا لگا۔ پتا نہیں یہ نام پہلے کہاں سنا تھا۔

''میرا نام سن کر آپ نے اتنی حیرت کا اظہار کیوں کیا؟'' اب وہ شوخ ہو رہا تھا۔

''نہیں، حیرت تو نہیں کچھ جانا پہچانا سا لگ رہا ہے شاید پہلے کہیں سنا ہے لیکن یاد نہیں آ رہا کہاں؟''

''کیا آپ نے کبھی ایف ایم ہنڈرڈ کا غزل ٹائم سنا ہے؟'' لبوں پر دھیمی دھیمی مسکراہٹ لیے اپنی طرف تکتا وہ اسے بے حد اچھا لگا۔

''ہاں چند بار...... اوہ۔'' اسے یاد آیا کہ ایقان کا نام اس نے کہاں سنا تھا۔ غزل ٹائم کا ریگولر کالر ایقان کمال جو اکثر اپنی غزلیں سناتا تھا اور اسے اس کا غزلیں سنانے کا انداز اور غزلیں دونوں ہی پسند آتی تھیں بلکہ اس کا نام بھی ایقان کمال۔

''تو پھر آپ نے وہیں میرا نام سنا ہوگا میں اکثر اپنی غزلیں، نظمیں سناتا رہتا ہوں بلکہ اب تو اگر کسی روز فون نہ کر پاؤں یا رابطہ نہ ہو سکے تو پروڈیوسر مجھے باقاعدہ یاد کرتے ہیں اور فون کرنے کی فرمائش کرتے ہیں۔'' اس نے بے پروائی سے بتایا تو اوج نے اسے دلچسپی سے دیکھا۔

''ریئلی...... تو آپ ہی وہ ایقان کمال ہیں۔''

''ہاں۔''

''تو آپ شاعر بھی ہیں اپنا کلام سناتے ہیں؟''

''ہاں بھی، کبھی اپنا کبھی کسی کا موقع کی مناسبت سے جو ذہن میں آ جائے ویسے میں کوئی مشہور و معروف شاعر نہیں ہوں۔ چند سال ہی ہوئے ہیں ادب کے کوچے میں قدم رکھے۔''

''آپ کی بعض نظمیں اور غزلیں بہت خوبصورت ہیں خاص طور پر وہ مجھے بھول جانا۔''

''وہ مجھے بھی پسند ہے۔'' ایقان کمال کی آنکھیں چمک رہی تھیں۔

''دل چاہ رہا ہے آپ سے کسی روز روبرو نظم سنی جائے......''

''تو چلیے......!'' ایقان نے اس کی بات کاٹ دی۔ ''وہ سامنے ہی کافی ہاؤس ہے وہاں چل کر بیٹھتے ہیں میری طرف سے اس کتاب کے شکریے کے طور پر ایک کپ کافی۔'' اوج ہچکچائی تو وہ مسکرایا۔

''میرا...... بلکہ دوسروں کا بھی خیال ہے کہ میں ایک شریف آدمی ہوں اور میری جیب میں کم از کم اتنے پیسے ضرور ہیں کہ میں آپ کو ایک کپ کافی پلا سکوں۔''

پھر جب وہ کافی پی کر اٹھے تو دونوں کے درمیان دوستی کا ایک رشتہ قائم ہو چکا تھا۔ اوج کو تو ہمیشہ سے ہی ایسے لوگ اچھے لگتے تھے۔ پڑھے لکھے، ادب کو سمجھنے اور جاننے والے شاعر اور ادیب...... اور ایقان کمال بھی ایک شاعر تھا گو ابھی تک اس کا کوئی مجموعہ منظر عام پر نہیں آیا تھا لیکن پھر بھی لوگ اسے بحیثیت شاعر کے جانتے اور پہچانتے تھے اور خود اوج کی فیملی میں دور دور تک کوئی ایسا شخص نہیں تھا ایقان کمال جیسا۔ وہ سب بزنس مین تھے۔ اس کے والد، چچا، تایا دونوں بھائی کسی کو بھی علم و ادب سے کوئی لگاؤ نہیں تھا۔ بس وہ واحد لڑکی تھی اپنے خاندان کی جو گریجویشن کے بعد یونیورسٹی پہنچی تھی۔ اس کی تایا زاد، خالہ زاد، چچا زاد بہنوں نے صرف میٹرک تک تعلیم حاصل کی تھی۔ ان کے خاندان کی لڑکیاں بس اتنی ہی تعلیم حاصل کرتی تھیں البتہ لڑکوں نے کسی نے گریجویشن کیا تھا، کوئی بی کام کر رہا تھا۔ ایک دو کزنز ایم بی اے بھی تھے لیکن سب بزنس مائنڈڈ...... علم و ادب سے انہیں کوئی دلچسپی نہیں تھی۔ ہاں بزنس میں ان کا دماغ خوب چلتا تھا اور وہ بچپن سے ہی علم و ادب کے شیدائی تھی۔ کتابیں پڑھنے کا چسکا اسے اسکول کے زمانے میں ہی پڑ چکا تھا اور یہ شوق اسے اپنی دوست حفصہ منیر کی وجہ سے ہوا تھا جس کے بیگ میں ہر وقت دو تین رسالے یا کتابیں ہوتی تھیں جو فری پیریڈ میں بیگ سے نکل کر اس کے ہاتھ میں آ جاتیں۔ ان کے گھر میں بھی کتابیں ہی کتابیں تھیں۔ الماری میں، شیلف پر، کارنس میں ہر جگہ کتابیں۔ ایک بار حفصہ نے اسے ہنستے ہوئے بتایا تھا کہ میرے ابا کہتے ہیں کبھی کبھی...

چند تصویرِ بتاں چند حسینوں کے خطوط
بعد مرنے کے میرے گھر سے یہ ساماں نکلا

UrduPhoto.com

اس کی دادی پروفیسر اور دادا ڈاکٹر تھے۔ پورا خاندان بے حد پڑھا لکھا تھا اور اوج ان سے بے حد متاثر تھی۔ میٹرک کے بعد اس کا اور حفصہ کا ساتھ چھوٹ گیا...... حفصہ کراچی چلی گئی تھی لیکن کتابیں پڑھنے کا جو چسکا اسے پڑا تھا وہ ختم نہیں ہوا تھا پہلے حفصہ اسے کتابیں دیتی تھی اب وہ خود خریدنے لگی تھی ایسے میں اگر ایقان کمال نے اس کے دل میں جگہ بنالی تھی تو کوئی تعجب کی بات نہیں تھی اور خود کب اس نے ایقان کے دل میں جگہ سنبھالی تھی ایقان حیران تھا۔

''مجھے پتا ہی نہیں چلا اوجی کہ تم کب دل کی مسند پر ملکہ بن کے بیٹھ گئی ہو۔ میں کیا کروں گا اوج...... میں تو بہت کم مایہ ہوں بہت بے حیثیت ستاروں اور چاند کو چھونے کی تمنا کر بیٹھا ہوں۔''

اسے باتیں کرنے کا فن آتا تھا اوج روز بروز اس کے جال میں الجھتی چلی گئی۔ ثریا آپا سے اس کی بہت دوستی تھی ہمیشہ سے گو وہ اس کی تایازاد بہن تھیں لیکن وہ اپنی ہر بات ان سے ہی کہتی تھی۔

''ثریا آپا، مجھے لگتا ہے میں ایقان کے بغیر نہیں رہ سکوں گی۔ شاید نہیں بلکہ یقیناً میں اس سے محبت کرنے لگی ہوں۔'' ایک روز اس نے ثریا آپا سے کہا تھا۔ تب اس نے اور ایقان نے ایک دوسرے پر اپنی محبتوں کا اظہار نہیں کیا تھا۔

''اوج گڑیا، وہ لڑکا تمہارے اسٹیٹس سے میل نہیں کھاتا...... چچا کبھی نہیں مانیں گے اور اگر مان بھی گئے تو وہ لڑکا کبھی تمہارے ساتھ ایڈجسٹ نہیں کر سکے گا۔ ہمیشہ تمہارے سامنے احساسِ کمتری کا شکار رہے گا اور یہ احساس اس کی محبت کو مار دے گا۔''

''لیکن آپا ایڈجسٹمنٹ کے لیے کیا دولت کا برابر ہونا ضروری ہے۔ ایڈجسٹمنٹ تو ذہنی ہوتی ہے آپا اور ہماری ذہنی سطح تو ایک ہی ہے بلکہ وہ مجھ سے برتر ہے۔ اتنے خوبصورت شعر کہتا ہے اتنی پیاری نظمیں...... آپ سنیں تو حیران رہ جائیں۔''

''میری جان یہ صرف کتابی باتیں ہوتی ہیں پیار زندگی کے حقائق بالکل مختلف ہوتے ہیں۔ خوبصورت شعر اور نظمیں پیٹ نہیں بھرتیں تن کو کپڑا مہیا نہیں کرتیں چندا ابھی ڈور تمہارے ہاتھ میں ہے اس سے پہلے کہ چنگاری شعلہ بن جائے اس لڑکے سے ملنا چھوڑ دو۔''

اس نے زندگی کے ہر لمحے میں ثریا آپا سے ہی راہنمائی لی تھی وہ ان پر بہت ٹرسٹ کرتی تھی اس نے سوچا تھا ثریا آپا صحیح تو کہتی ہیں اس سے پہلے کہ چنگاری شعلہ بن جائے اسے ایقان کمال سے بات کرنا اور ملنا چھوڑ دینا چاہیے لیکن چنگاری تو نہ جانے کب کی شعلہ بن چکی تھی۔ اس نے جب ایقان سے کہا کہ وہ آئندہ اس سے نہیں مل سکے گی تو وہ تڑپ اٹھا۔

''نہیں، ایسا مت کہو وجی میں تو بہت آگے نکل آیا ہوں۔ میں تم سے محبت کرنے لگا ہوں میں ہر پل تمہارے ساتھ تمہارے سنگ بتانا چاہتا ہوں۔ حالانکہ جانتا ہوں یہ محض خواب ہے میرا لیکن جو پل تمہارے اختیار میں ہیں انہیں تو مت چھینو اوج......'' اور اوج جو ثریا آپا سے وعدہ کرکے آئی تھی کہ وہ آج آخری بار ایقان سے ملے گی اور اسے ہمیشہ کے لیے خدا حافظ کہہ دے گی اپنی جھولی میں بہت سے نئے عہد و پیماں بھر کر لے آئی تھی۔

''پاگل ہو تم وجی۔'' ثریا آپا نے اسے پھر سمجھایا تھا۔ ''جو راستے منزلوں پر نہیں جاتے ان پر چلنا بے سود ہے...... تم جانتی ہو تا ابا نے بچپن میں ہی تمہیں سیف کے لیے مانگ لیا تھا۔'' گو گھر میں کچھ بہت زیادہ اس کا ذکر نہیں ہوتا تھا لیکن اسے اس کا ادراک تو تھا، ان کی فیملی میں ساری شادیاں ایسے ہی تو ہوتی تھیں آپس میں ہی...... چچا، تایا، خالہ، ماموں کے گھر۔ وہ جانتی تو تھی کہ اس کی شادی بھی بہرحال فیملی میں ہی کہیں ہونی ہے اور وہ جس سے بھی ہوتی آج سے کچھ عرصے پہلے تک اسے کوئی فرق نہیں پڑتا تھا۔ اس کے خاندان کے سبھی لڑکے اچھے تھے ان میں کوئی اخلاقی برائی نہیں تھی۔ تعلیم ختم کرتے ہی وہ کاروبار میں الجھ جاتے تھے اور بڑوں کی نگرانی اور ہولڈ کی وجہ سے ان کے بگڑنے کے امکانات کم ہی تھے۔ مغرب کے بعد سب مرد گھر میں آجاتے تھے یہ ان کے خاندان کا اصول تھا وہ اپنے خاندان کے ساتھ ہی وقت گزارتے تھے باہر بھی جانا ہوتا تو فیملی کے ساتھ ہی جاتے تھے۔ دیکھا جائے تو ان کا خاندان ایک آئیڈیل خاندان تھا۔ مرد باجماعت نماز پڑھنے کے عادی تھے۔ بڑی متوازن سی زندگی تھی۔ دولت کی فراوانی نے کوئی خرابیاں پیدا نہیں کی تھیں۔ ملازمین ہونے کے باوجود کچن کا کام خواتین خود ہی کرتی تھیں۔ زندگی میں کبھی اسے کوئی کمی محسوس نہیں ہوئی تھی سوائے اس کے کہ اس کے خاندان میں کسی کو اس کی طرح کتابیں پڑھنے کا چسکا نہیں تھا اور یہ کوئی ایسا بڑا مسئلہ نہیں تھا کہ جس کے متعلق وہ زیادہ سوچتی۔ سیف اللہ تو اس کے خاندان کے ان چند گنے چنے لڑکوں میں سے تھا جنہوں نے ایم بی اے کر رکھا تھا۔ اگر وہ ایقان کمال سے نہ ملی ہوتی تو شاید وہ سیف اللہ سے منسوب ہونے پر فخر محسوس کرتی لیکن اس وقت تو سیف اللہ کا نام سن کر بھی اس کے دل میں کوئی ہلچل نہیں مچی تھی۔ وہ تو بس ایقان کے متعلق ہی سوچ رہی تھی۔

''آپا......!'' اس نے جھجکتے ہوئے کہا تھا۔ ''اگر ایقان مجھے پروپوز کرے تو کیا ابا بھی مانیں گے؟''

''کبھی نہیں مانیں گے۔ کیا اس نے ایسا کچھ کہا ہے؟'' ثریا آپا نے بغور اسے دیکھا تھا۔

''نہیں آپا، وہ جانتا ہے کہ یہ مشکل ہے ہمارے اور اس کے اسٹیٹس میں بہت فرق ہے۔''

''اس کے باوجود تم لوگ اتنا آگے بڑھ آئے۔''

''آپا محبت کوئی سوچ سمجھ کے تو نہیں ہوتی...... وہ تو ہو جاتی ہے بس۔''

''کیا کرتا ہے وہ، کیا ایجوکیشن ہے؟''

''کسی آفس میں جاب کرتا ہے اس کی تنخواہ پانچ ہزار روپے ہے اور وہ سمپل بی اے ہے۔''

''پانچ ہزار......!'' ثریا آپا کی آنکھوں میں جیسے حیرت منجمد ہو کر رہ گئی تھی۔

''صرف پانچ ہزار کی تو تم مہینے میں کتابیں ہی خرید لیتی ہو پھر یہ پانچ ہزار سارے کے سارے وہ تمہارے ہاتھ پر تو نہیں دھرے گا اس کی فیملی بھی تو ہو گی۔ ماں باپ، بہن بھائی۔''

''ہاں......'' اس نے سر جھکا لیا۔

''اوج تم پچھتاؤ گی فار گاڈ سیک اب بھی کچھ نہیں بگڑا بھول جاؤ اسے......!''

لیکن بھولنا کب اختیار میں رہا تھا اس کے تو وہ سامنے ہوتا تو اسے اپنا آپ بھول جاتا۔ فون پر بات کرتا تو جیسے سحر طاری ہو جاتا اس پر۔ پتا نہیں کہاں، کہاں سے لفظ چن کر لاتا۔ وہ کوئی بہت زیادہ خوبصورت تو نہیں تھی عام سی نارمل سی شکل صورت تھی اس کی لیکن ایقان کمال نے تو اسے جانے کیا بنا دیا تھا۔

''میری شہزادی، میں کیسے جیوں گا تمہارے بغیر۔ میں جب بھی تمہارے بارے میں سوچتا ہوں تو ذہن میں جو خیال ابھرتا ہے وہ یہ ہوتا ہے کہ میں اور تم کبھی الگ تھے ہی نہیں۔ ہمارے درمیان سے دو کا ہندسہ نکل چکا ہے۔ تم ایک عرصے سے میرے ساتھ ساتھ ہو میں تمہیں ایسے جانتا ہوں جیسے خود کو...... تم ہر وقت میرے ساتھ ہوتی ہو صبح کو، دوپہر کو، رات کو، نیند میں، ہنستے ہوئے، روتے ہوئے۔''

''تو پھر مجھے ہمیشہ کے لیے اپنی صبحوں اور شاموں میں شامل کیوں نہیں کر لیتے ایقان......؟'' وہ بے اختیار ہی کہہ بیٹھی تھی۔

''کاش ایسا ممکن ہوتا وجو تو میں تمہیں ایک لمحے کے لیے بھی خود سے جدا نہیں کرتا...... ہر لمحہ میں تمہیں اپنی آنکھوں کے سامنے بٹھائے تمہاری پوجا کرتا رہتا۔''

''کیوں...... کیوں ممکن نہیں ہے......؟'' وہ جیسے تڑپ اٹھی تھی۔

''تم جانتی ہو اوج، مجھ سے کیوں پوچھتی ہو؟'' وہ نڈھال سا ہو گیا تھا۔

''نہیں، میں نہیں جانتی مجھے تو صرف اتنا پتا ہے کہ تم مجھ سے اور میں تم سے محبت کرتی ہوں اور میں تمہارے ساتھ ہر طرح کے حالات میں رہ سکتی ہوں...... تم میرے ساتھ میرے سنگ، سنگ ہو ایقان تو میں کبھی نہیں تھکوں گی۔''

''نہیں اوج، تم تھک جاؤ گی۔ میرا سفر بہت لمبا ہے۔ میری دو بہنیں ہیں، ایک چھوٹا بھائی ہے۔ میرا

UrduPhoto.com

باپ ایک غریب آدمی ہے جو زمیندار کی زمین پر کام کرتا ہے تو اسے سال بھر کے لیے اناج مل جاتا ہے۔ مجھے اس نے پڑھایا اس امید پر کہ شاید میں...... لیکن صرف بی اے شخص کو تو جاب بھی نہیں ملتی مجھے تو پھر یہ جاب مل گئی۔ میں پانچ ہزار میں سے تین ہزار گھر بھیج دیتا ہوں اور صرف دو ہزار اپنے پاس رکھتا ہوں پھر بھلا میں اس تہی دامنی کے ساتھ کیسے تمہارے لیے دامن پھیلا سکتا ہوں۔ پھیلانے کے لیے دامن بھی تو ہو اوج کس منہ سے یہ پھٹا دامن لے کر تمہارے گھر جاؤں...؟'' اوج مظفر چپ سی بیٹھی رہی تھی۔

''محبت اپنی جگہ...... لیکن جو کچھ ایقان کہہ رہا ہے وہ بھی تو سچ ہے بھلا ابا، اماں اور سب لوگ کہاں مانیں گے۔ ثریا آپا نے سچ ہی تو کہا تھا کہ مجھے خود کو روک لینا چاہیے لیکن محبت تو پاگل کر دیتی ہے نیکی، بدی، برائی اور بھلائی سب بھلا دیتی ہے بس محبوب کو پانے کی خواہش اس کے قرب کی چاہت......'' آنسو بے اختیار ہو کر رخساروں کو گیلا کرنے لگے تھے۔

''مت رو اوج، مت رو تمہارے آنسو میری فصیلِ دل ڈھا دیتے ہیں، جی چاہتا ہے تمہیں لے کر کہیں دور چلا جاؤں...... کسی جنگل، کسی صحرا میں جہاں یہ مجبوریاں نہ ہوں۔''

''وہ صحیح کہتا ہے اوج۔'' ثریا آپا نے اسے سمجھایا۔

''تمہیں اسے بھلانا ہی ہوگا کچھ وقت لگے گا لیکن تم اسے بھول جاؤ گی جب تمہارا ایک گھر ہوگا بچے ہوں گے۔''

''لیکن آپا کیا میں سیف کے ساتھ انصاف کر سکوں گی۔ کیا آپ یہ چاہیں گی کہ میں دل میں ایقان کی محبت بسا کر سیف کا گھر بساؤں؟'' ثریا آپا کچھ دیر کو خاموش ہو گئی تھیں۔

''تو بتاؤ، میں تمہارے لیے کیا کروں......؟'' وہ جیسے اسے سمجھا کر ہار سی گئی تھیں۔

''میں نہیں جانتی آپا مجھے کیا کرنا ہے وہ کہتا ہے یہ ممکن نہیں ہے۔''

''اگر وہ یہ جانتا تھا تو تمہاری طرف کیوں بڑھا۔'' انہیں ایقان کمال پر غصہ آیا تھا۔

''قصور وار تو ہم دونوں ہی ہیں آپا۔ میں بھی سب جانتی تھی۔''

''ابھی بھی خود کو روک لو۔ سیفی اتنا اچھا ہے کہ تم......!'' ثریا آپا ایک بار پھر کوشش کر رہی تھیں۔ انہیں اپنی اس چچا زاد بہن سے بہت محبت تھی۔... اس لیے سوچا تھا محبت کی آگ تو ہمیشہ ہی اندر جلتی رہتی ہے پھر بھلا وہ سیف اللہ جیسے شخص کو کیوں دھوکا دے۔ اگر ایقان کمال نہیں تو پھر کوئی نہیں۔ اس نے جیسے فیصلہ کر لیا تھا۔

''اوج میں کچھ دنوں کے لیے گاؤں جا رہا ہوں۔ ابا کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے۔'' اس رات ایقان کا فون آ گیا تھا۔

''کب واپس آؤ گے؟'' اس کا دل جیسے اس سے نہ ملنے کے خیال سے بے چین ہو گیا تھا۔

''پندرہ دن کی چھٹی لی ہے میں نے۔ میری بہن کا نکاح بھی ہے۔''

''اچھا فون کرو گے؟''

''نہیں......!'' ایقان نے منع کر دیا۔

''میں چاہتا ہوں ان پندرہ دنوں میں ہم خود کو سمجھانے کی کوشش کریں کہ ہم...... پلیز اوج مجھے بھول جانا۔'' آنسو اوج کے رخساروں پر آہستگی سے پھسلتے رہے اور وہ اپنے دلکش لہجے میں اس کی پسندیدہ نظم سناتا رہا۔

''مجھے بھول جانا
مگر جب کبھی
چاند راتوں میں تنہا ہوئے تو
مجھے کھوجنا چاندنی میں
ستاروں میں تکنا
مجھے یاد کرنا
میری یاد تنہائی کے سارے دکھ
بانٹ لے گی
میرے چند جملے
بے ساختہ جو کبھی میں نے
تم سے کہے تھے

UrduPhoto.com
UrduPhoto.com
UrduPhoto.com

اور زندگی بن گئے تھے تمہارے لیے
انہیں بھول جانا
مگر جب کبھی زندگی بوجھ لگنے لگے تو
انہیں سوچنا تم
بیتی یادوں کے صحرا میں
آواز دینا
فضاؤں میں موجود
یہ گم شدہ لفظ میرے
زندگی بن کے تیرے لہو میں
اتر جائیں گے۔"

"پلیز ایقان۔" اس نے ایک دم ہی فون بند کر دیا تھا لیکن کتنے ہی دنوں تک اس کی آواز اس کی سماعتوں میں گونجتی رہی تھی۔

"تم اپنی سماعت کے وہ بادبان پھاڑ دینا
کہ جن پہ وہ لہجے رقم ہیں
مگر جب کبھی زہر لہجوں میں گھلنے لگے
کسی نرم لہجے کو سننے کی خواہش ہمکنے لگے
تم تڑپنے لگو تو
اپنی سماعت کے سب بادبانوں کے رخ کھول دینا

کسی گم شدہ یاد کی سمت میں
تلخ لہجوں کا سب زہر یہ چوس لیں گے"

"کیسے ...... کیسے اپنی سماعتیں بند کر لوں ایقان...... تمہارا لہجہ تو میرے روم روم میں بس گیا ہے۔" وہ رو دیتی۔ کتنی ہی بار بے قرار ہو کر اس نے اسے فون کیا تھا اور ہر بار اس کے کمرے کے لڑکوں نے بتایا تھا کہ وہ گاؤں سے ابھی نہیں آیا۔ وہ چار لڑکے مل کر ایک کمرے میں رہتے تھے۔

"ثریا آپا میں مر جاؤں گی۔" ایک روز وہ ان سے لپٹ کر رو دی۔

"اچھا وہ لوٹ کر آئے تو اس سے کہنا وہ ایک بار اپنے والدین کو یہاں بھیج دے میں چچا جان اور چچی سے بات کروں گی۔" اور جب وہ واپس آیا تو حیران رہ گیا۔

"یہ کیسے ممکن ہے اوج، میں جانتا ہوں وہ کبھی نہیں مانیں گے۔"

"تم ایک بار کسی کو بھیجو تو سہی ایک بار کوشش کر لینے میں کیا حرج ہے ایقان...... اگر ابا نہ مانے تو میں وعدہ کرتی ہوں کہ کبھی زندگی بھر شادی نہیں کروں گی۔ تم مجھ سے ملتے رہو گے...... ہم بات کر لیں گے تو یہی کافی ہوگا میرے لیے۔"

"اتنی محبت کرتی ہو مجھ سے اوج......؟"

"پتا نہیں کتنی محبت کرتی ہوں تم سے ایقان لیکن......"

"او کے لیکن اوج میرے اماں، ابا نہیں آ سکیں گے۔ ابا بیمار ہیں اور پھر...... اماں سمجھیں گی میں خود غرض ہوں۔ گھر میں دو، دو بہنیں ہیں اور میں ان کا گھر بسانے کے بجائے اپنا گھر بسانے کے چکر میں پڑا ہوں۔ کم از کم چھ سات سال تک اماں میری شادی نہیں کرنا چاہتیں کیا ایسا نہیں ہو سکتا ہم ہمیشہ اچھے دوست رہیں ایسے ہی جیسے اب ہیں۔ محبت صرف پا لینے کا ہی نام تو نہیں ہے۔"

"تمہیں میری رفاقت کی چاہ ہی نہیں ہے۔" وہ اس سے ناراض ہو گئی تھی۔

"ایسا نہیں ہے اوج، تم کیا جانو مجھے تمہارے ساتھ کی کتنی چاہ ہے۔ اچھا دیکھو مجھے اجازت دو کہ میں اپنے ایک دوست اور اس کی مسز کو بھیجوں...... صرف تمہاری خاطر اوج ورنہ میں جانتا ہوں کہ یہ کتنا ناممکن ہے۔" جب اس نے ثریا آپا کو بتایا تو وہ کتنی حیران ہوئی تھیں۔

"اس کے والدین نہیں آئیں گے تو وہ جو ایک فیصد امید ہے وہ بھی سمجھو نہیں۔"

"آپا کچھ کریں۔" اس نے ان کی منت کی تھی۔

"جو شادیاں والدین کی رضامندی سے نہیں ہوتیں وہ کبھی کامیاب نہیں ہوتیں۔" انہوں نے اسے پھر سمجھایا تھا لیکن تب وہ سمجھتی تھی کہ محبت ہمسفر ہو تو پھر کوئی اور غم نہیں ہوتا۔ سبھی حیران رہ گئے تھے۔

"یہ کیسے ممکن ہے۔ ہمارے ہاں کب خاندان سے باہر شادیاں ہوئی ہیں اور کہاں ملا وہ اوج کو؟" سبھی ایک دوسرے سے کہہ رہے تھے۔

UrduPhoto.com

اماں، ابا تو جیسے ساکت سے ہو گئے تھے اور سب سے شرمندہ...... دونوں بھائیوں نے اسے سمجھانے کی کوشش کی تھی لیکن دل تو کوئی بات سننے کے لیے تیار نہیں تھا اور پھر یہ ثریا آپا اور سیف ہی تھے جنہوں نے سب کو راضی کیا تھا۔

''اگر آج تک خاندان سے باہر شادیاں نہیں ہوئیں تو یہ ضروری نہیں کہ کبھی نہ ہوں۔'' سیف اللہ نے چچا کا ہاتھ تھامتے ہوئے نرمی سے کہا تھا۔

''یہ زندگی اس کی ہے چچا جان اسے اپنی مرضی کی زندگی جینے کا حق ہے۔ ہم سب کو بہت عزیز ہے وہ اگر ہمارے فیصلے سے خوش نہیں رہ سکی تو کیا فائدہ...؟''

''لیکن وہ لڑکا معمولی تنخواہ دار ملازم ہے کیا وہ اسے خوش رکھ سکے گا سیف۔ جب پیٹ بھر کر روٹی نہ ملے تو محبت خود ہی رخصت ہو جاتی ہے۔'' وہ بے حد اداس تھے۔

''لیکن چچا جان اوج تو غریب نہیں ہے نا، آپ جو کچھ اوج کو دیں گے وہ کم تو نہیں ہوگا بلکہ ہم اس لڑکے ایقان کمال کو چھوٹا موٹا کاروبار شروع کر کے دے سکتے ہیں۔ آخر لوگ اپنی بیٹیوں کی خوشیوں کے لیے کیا کچھ نہیں کرتے اور نہیں تو اللہ نے اتنا کچھ دیا ہے کہ......''

''یہ گھر...... اس گھر میں رہے گی اوج؟'' ثریا آپا کو دکھ ہوا تھا۔

''یہ زندگی اس نے خود ہی چنی ہے آپا!'' سیف اللہ بھی اداس تھا۔

اسی رات سیف اللہ نے اور ثریا آپا نے سب کو اس بات پر تیار کیا تھا کہ اوج کمال کو بے تحاشا بیکار جہیز دینے سے بہتر ہے کہ ایک فرنشڈ فلیٹ یا بنگلا دے دیا جائے۔ اس ایک کمرے کے گھر میں تو ان کا جہیز ہی نہیں سما سکتا تھا اماں نے کتنے شوق سے اس کے جہیز کے لیے چیزیں اکٹھی کی تھیں۔ چند لمحوں کے لیے اوج کو بھی دکھ ہوا تھا لیکن پھر ایقان کی بے تحاشا محبت اور اس کی شدتوں نے ہر احساس کو ختم کر دیا تھا۔ بارات کے ساتھ ایقان کے چند دوست اور ان کی فیملیز تھیں اور یوں اوج مظفر، ایقان کمال کے ساتھ رخصت ہو کر اس کے ایک کمرے کے چھوٹے سے فلیٹ میں آ گئی۔ اس کے خاندان کا کوئی فرد خوش نہیں تھا لیکن سب خود کو خوش ظاہر کر رہے تھے۔ چھوٹا سا کمرا جس کے ساتھ ہی باتھ روم اور ایک چھوٹا سا کچن تھا تنگ سا کاریڈور اور کاریڈور کے ساتھ دروازہ جو سیڑھیوں میں کھلتا تھا۔ صرف ایک ماہ بعد ہی وہ اپنے فلیٹ میں منتقل ہو گئے تھے۔ گو ایقان نے پہلے انکار کیا تھا لیکن اوج نے اسے منا لیا۔

''یہ میرا حق ہے ایقان اور میری شادی کہیں بھی ہوتی مجھے یہ سب ملنا ہی تھا۔'' تب ایقان خاموش ہو گیا تھا۔

''ایقان سے پوچھو وہ کس طرح کے کاروبار میں دلچسپی رکھتا ہے۔'' سیف اللہ کے کہنے پر چھ سات ماہ بعد ابا نے اوج سے کاروبار کی بات کی تھی۔

''مجھے کسی بھی طرح کے کاروبار میں دلچسپی نہیں ہے وجی میں اور مزاج کا بندہ ہوں۔''

''لیکن ایقان ابا کہتے ہیں ساری زندگی پانچ ہزار میں......''

''تم یہ سب پہلے سے جانتی تھیں اوج اور تم نے میرے ساتھ یہی زندگی قبول کی تھی۔''

''تو میں نے یہ کب کہا ہے ایقان کہ مجھے یہ زندگی قبول نہیں ہے لیکن انسان کو معیار زندگی بلند کرنے کے لیے کوشش تو کرنی چاہیے نا۔ تمہیں اپنی بہنوں کی شادیاں کرنی ہیں۔ بھائی کو تعلیم دلوانی ہے۔ اچھا کماؤ گے تو سب ٹھیک ہو جائے گا۔'' ایقان نے سر جھکا دیا۔

''سوری...... اوج مجھے تو کسی بھی طرح کے کاروبار کا کچھ پتا نہیں ہے۔'' تب ابا اور سیف اللہ نے اپنی مرضی سے ہی اسے سیمنٹ کی ایجنسی لے دی تھی۔ شروع میں کچھ پرابلم ہوئی تھی۔ ایقان چڑ جاتا، جھنجلا جاتا لیکن پھر آہستہ آہستہ ایڈجسٹ ہو گیا۔ جاب سے ریزائن دے دیا۔ اوج نے بھی ان آسائشوں کو یاد نہیں کیا تھا جن کی وہ عادی تھی اور اب تو خاصی خوشحالی تھی۔ ایقان جو کبھی بھی بے حد اپ سیٹ ہو جاتا تھا اب مطمئن تھا اور زندگی اوج کے نزدیک بے حد خوبصورت تھی۔ مہینے میں چند دنوں کے لیے وہ گاؤں جاتا تو وہ میکے آ جاتی تھی۔ ایقان کی موجودگی میں وہ کم ہی آتی تھی کیونکہ اس نے محسوس کیا تھا کہ ایقان اس کے میکے میں جا کر بے کل رہتا تھا حالانکہ وہاں کبھی کسی نے اسے غیریت کا احساس نہیں دلایا تھا وہ سب بڑے دل اور بڑے ظرف کے مالک تھے اور اس کی نسبت سے ایقان کا بھی بہت احترام کرتے تھے اس کے کزنز بھائیوں میں سے جو بھی گھر پر ہوتا اسے ضرور کمپنی دیتا تھا۔

زندگی میں سب کچھ تھا۔ ایقان کی محبت، اس کی رفاقت اگر وہ خوش تھی تو ایقان بھی کم خوش نہیں تھا۔

''کبھی کبھی میں سوچتا ہوں اوج، میرے جیسے کم مایہ شخص میں تم نے کیا دیکھا......؟'' وہ اکثر کہتا تو ایقان اسے ٹوک دیتی۔

''فضول باتیں مت کرو ایقان، میں بھی تو کہہ سکتی ہوں میرے جیسی عام سی شکل صورت کی لڑکی میں تم نے کیا دیکھا تھا۔''

''فضول تم عام یا معمولی لڑکی نہیں ہو اوج ذرا میری آنکھوں سے دیکھو نا......!''

اس نے نہ جانے اپنی کتنی ہی نظمیں اس سے منسوب کر رکھی تھیں۔ کبھی موڈ میں ہوتا تو ساری ساری رات اسے اپنی نظمیں اور غزلیں سناتا اور ایسے میں اوج اپنے آپ کو دنیا کی سب سے خوش قسمت لڑکی سمجھتی۔

''ثریا آپا میں بہت خوش ہوں بے حد۔'' اس نے کتنی ہی بار ثریا آپا سے کہا تھا۔

''اللہ تمہیں ہمیشہ خوش رکھے اوج تم نے بڑی اوکھی راہ چنی تھی اور سچ تو یہ ہے کہ مجھے یہ بات بہت کھٹکتی ہے ابھی تک کہ ایقان تمہیں کبھی گاؤں لے کر نہیں گیا۔ کبھی تمہیں اپنے والدین سے متعارف نہیں کروایا۔''

یہ وہ بات تھی جو کبھی، کبھی ایقان کی بے تحاشا چاہتوں کے باوجود اوج کو بھی خلش میں مبتلا کر رہی تھی۔ دو تین بار اس نے ایقان سے کہا بھی تھا۔ ''ایقان مجھے گاؤں لے چلو میں خود تمہارے اماں ابا کو منا لوں گی۔'' اور ایقان کا موڈ خراب ہو گیا تھا۔

''میں نے یہ بات تمہیں پہلے بتا دی تھی کہ وہ اس شادی پر رضامند نہیں ہیں جب مناسب سمجھوں گا لے جاؤں گا پلیز تم اس موضوع پر مجھ سے بات مت کیا کرو۔''

اوج نے پھر اس سلسلے میں کچھ کہنا چھوڑ دیا تھا اسے ایقان پر اعتبار تھا کہ جب وہ مناسب سمجھے گا اسے گاؤں لے چلے گا لیکن شادی کے تین سال بعد جب وہ اپنی بہن کی شادی کے لیے گاؤں جا رہا تھا تو ایک بار پھر وہ اس کے ساتھ جانے کی خواہش کر بیٹھی تھی۔

''بس تھوڑا اور صبر میری جان۔'' ایقان نے ہولے سے اس کے رخسار کو چھوا تھا۔

''اس وقت مناسب نہیں ہے۔'' اس نے کتنی چاہ اور شوق سے اپنی اس ان دیکھی نند کی شاپنگ کی تھی۔ اس کی رنگت پھیکی پڑ گئی تھی۔

''دیکھو سال تک چھوٹی کی بھی شادی ہو جائے گی اور پھر گھر میں میری شادی کی بات چلے گی تو تب میں تمہیں سامنے کر دوں گا کہ یہ ہے وہ لڑکی جو میری شریک حیات ہے۔'' وہ اسے بہلا رہا تھا لیکن اس کا دل جیسے بجھ سا گیا تھا۔ اس رات ایقان کے اظہار کی شدت نے بھی اس کے بجھے دل میں روشنی نہیں کی تھی لیکن صبح تک اس نے خود کو نارمل کر لیا تھا کہ بہرحال اس نے ایقان سے محبت کی تھی۔

''تھینک گاڈ، تمہارا موڈ ٹھیک ہے۔'' ایقان نے ناشتے پر اس کے خوشگوار موڈ کو دیکھتے ہوئے شکر ادا کیا۔ ''ورنہ میں وہاں بھی اپ سیٹ رہتا تم کیا جانو اوج...... تمہارے چہرے کے بجھے رنگ مجھے کتنا ڈسٹرب کرتے ہیں میں اندر سے ٹوٹنے لگتا ہوں کہ میں تمہیں وہ خوشی نہیں دے سکا جو......''

''فضول نہیں۔'' وہ دل کی پوری خوشی کے ساتھ مسکرائی تھی اور پھر اس کی پیکنگ کرتے ہوئے وہ ایک بڑا سا شاپر دیکھ کر چونکی تھی۔

''ارے، یہ کس کے لیے اور کب خریدے تم نے؟'' یہ ایک تین چار سالہ بچے کے کپڑے اور جوتے تھے۔

''یہ......'' ایقان گھبرا گیا۔ ''میری کزن کا بیٹا ہے۔ اس نے کہا تھا کہ یہاں سے لیتا آؤں وہاں

UrduPhoto.com

گاؤں میں تو اس طرح کے کپڑے نہیں ملتے کل آفس سے واپسی پر لے لیے تھے۔''

''تم مجھے بتاتے ایقان میں تمہیں کسی اچھی شاپ سے لے دیتی میری بھابیوں کے پاس تو ممبر شپ کارڈ ہیں اسی قیمت میں اچھی کوالٹی کے مل جاتے۔''

''اب مجھے کیا پتا تھا کہ تم بچوں کی خریداری میں بھی ایکسپرٹ ہو۔''

وہ ہنسا تھا اور اوج کو یکدم خیال آیا تھا کتنے دنوں سے ثریا آپا کہہ رہی تھیں کہ اسے ڈاکٹر کے پاس جانا چاہیے۔

''ایقان، وہ ثریا آپا کہہ رہی تھیں ہماری شادی کو تین سال ہو گئے ہیں لیکن بچے......؟'' اس کی گندمی رنگت پر سرخی سی دوڑ گئی۔ ''ہمیں کسی ڈاکٹر سے مشورہ لینا چاہیے۔''

''ہاں، ہاں واپس آ کر چلیں گے۔'' ایقان نے کہا تھا لیکن واپس آ کر اسے خیال ہی نہیں رہا تھا۔ دو ایک بار اوج نے کہا بھی تو اس نے ٹال دیا۔

''یار ابھی ہم خود بچے ہیں۔'' لیکن بچے کی خواہش تو اس کے اندر کہیں ہمکتی رہتی تھی۔

یوں ایک سال اور بیت گیا۔ اس کی چھوٹی نند کی بھی شادی ہو گئی لیکن ایقان اسے گاؤں لے کر نہیں گیا۔ وہ منتظر ہی رہی کہ وہ خود کہے لیکن وہ تو جیسے بھول ہی گیا تھا اور خود اس نے بھی اصرار کرنا چھوڑ دیا تھا۔ اب جو خواہش بہت زیادہ اس کے اندر ہمکتی تھی وہ بچے کی خواہش تھی جب کہ ایقان کا کہنا تھا۔

''بچہ کوئی ضروری نہیں ہے اوج...... اس خواہش کو سر پر سوار نہ کرو۔ ہم بچے کے بغیر بھی بہت اچھی زندگی گزار رہے ہیں۔'' لیکن وہ ثریا آپا کے ساتھ جا کر ڈاکٹر سے چیک اپ کروا چکی تھی اور ڈاکٹر نے اسے اطمینان دلایا تھا کہ سب ٹھیک ہے اللہ کی طرف سے ہی دیر ہو رہی ہے، بہتر ہے کہ اپنے شوہر...... اور جب اس نے ایقان سے بات کی تو وہ بھڑک اٹھا تھا۔

''مجھے کوئی پرابلم نہیں ہے میں جانتا ہوں۔''

''لیکن ایقان ہماری شادی کو پانچ سال ہو گئے ہیں بچے کی خواہش تو فطری ہے نا......!''

''فرض کرو کہ بچہ نہ ہونے کی وجہ میں ہوں تو پھر کیا تم مجھے چھوڑ دو گی؟''

''نہیں ایقان، کبھی نہیں، میں نے تم سے محبت کی ہے۔''

''تو پھر یہی سمجھ لو اور آئندہ ہمارے درمیان بچے کا ذکر نہ ہو۔'' پھر کتنے ہی دن وہ چپکے، چپکے روتی رہی تھی۔

''کیا ہم کوئی بچہ اڈاپٹ نہیں کر سکتے ایقان۔''

ایک روز اس کا خوشگوار موڈ دیکھ کر اس نے کہا تھا تب ایقان نے اس کے ہاتھوں کو اپنے ہاتھوں میں لیتے ہوئے کہا تھا۔

''نہیں اوج، میں اپنے اور تمہارے درمیان کسی اور کا وجود برداشت نہیں کر سکتا۔ تم زندگی کو ایسے ہی قبول کر لو اوج کیا میری محبت تمہارے لیے کافی نہیں ہے۔''

پھر اس کی محبت اس کی وارفتگی وہ ہمیشہ کی طرح مسحور سی ہو گئی تھی۔ ان دنوں ایقان نے اسے اتنا چاہا اتنی محبتیں دیں کہ بچے کی خواہش ان محبتوں تلے دب گئی۔ اگر کبھی یہ خواہش پیدا بھی ہوتی تو وہ اسے تھپک تھپک کر سلا دیتی یوں ایک سال اور بیت گیا۔

☆☆☆

ایقان نے اپنی گاڑی لے لی تھی اور اس کے پاس تو اپنی گاڑی تھی ہی...... ایقان کاروباری آدمی نہیں تھا لیکن اس نے کاروبار کرنا سیکھ لیا تھا۔ ایک بار سیف اللہ نے اس کی تعریف کی تھی تو وہ بے حد خوش ہوئی تھی...... زندگی بہت پُرسکون تھی وہ مہینے میں ایک بار گاؤں جاتا تھا پہلے تو دو تین روز رہ کر لوٹ آتا تھا لیکن اب اکثر ہفتہ ہفتہ لگا آتا۔

''ایقان، تمہارے بنا میرا دل نہیں لگا تم نے اتنے دن لگا دیے۔'' ایک بار اس نے شکوہ کیا تو اس کا موڈ خراب ہو گیا۔

''مہینے کے بیس دن میں تمہارے ساتھ گزارتا ہوں اور اگر آٹھ دس دن گاؤں گزار لوں تو کیا ان کا حق نہیں ہے مجھ پر......؟''

''پہلے تو تم دو تین روز کے لیے جاتے تھے نا......!''

''تو پہلے میں جاب کرتا تھا۔ اب میرا اپنا کاروبار ہے سیٹ ہے۔ میں آسانی سے رہ سکتا ہوں ہفتہ بھر یہاں ملازم کام دیکھ لیتے ہیں تو پھر اپنے ماں باپ بہن بھائیوں کے پاس کچھ دن رہنا میرا حق نہیں ہے کیا......؟''

تب اوج خاموش ہو گئی تھی۔ بحث کرنا اس کی عادت نہیں تھی پھر ایقان کی ہر بات پر وہ یقین رکھتی تھی۔ اتنا ہی اعتماد تھا اسے...... لیکن کبھی کبھی اعتماد و یقین کے پرخچے اڑ جاتے ہیں۔ آدمی آنکھیں بند کر کے جس پر گہرا بھروسا کیے بیٹھا ہوتا ہے وہی اس کا یقین اور مان توڑ دیتا ہے۔ ایقان نے بھی اس کا یقین اور اعتماد کرچی کرچی کر رہا تھا۔

اس روز ایقان کے جانے کے بعد وہ ٹی وی لاؤنج میں بیٹھی اخبار دیکھ رہی تھی کہ ڈور بیل ہوئی اس کا خیال تھا کہ کام والی ماسی ہو گی لیکن دروازے پر ایک اجنبی عورت اور ایک نوجوان لڑکے کو دیکھ کر حیران ہو گئی۔ عورت کی گود میں ایک بچی تھی دو ڈھائی سال کی اور بچی کا رنگ زرد ہو رہا تھا غالباً وہ بیمار تھی۔

''یہ ایقان کمال کا گھر ہے؟'' لڑکا پوچھ رہا تھا۔

اس نے اثبات میں سر ہلایا۔

''وہ گھر پر ہیں؟'' لڑکے نے پھر پوچھا۔

''نہیں وہ تو چلے گئے ہیں آپ کو کیا کام ہے ان سے؟''

''میں گاؤں سے آیا ہوں چھوٹا بھائی ہوں ان کا۔'' وہ چونکی اس کے اندر کہیں کسی انہونی سی خوشی کے رنگ پھیل گئے تھے۔

''آیئے، آ جایئے اندر۔'' وہ یکدم ایک طرف ہو گئی تھی۔ نوجوان عورت یقیناً ایقان کی بڑی بہن ہو گی۔ اس نے سوچا اور بالکل غیر ارادی طور پر بچی کو اٹھانے کے لیے ہاتھ آگے بڑھائے تھے۔

''نہیں، نہیں یہ بیمار ہے۔'' نوجوان عورت غیر ارادی طور پر پیچھے ہٹ گئی تھی تو وہ مسکرا دی تھی۔

''بیٹھیے پلیز۔'' اس نے انہیں بیٹھنے کا اشارہ کیا تھا۔ اس کی سسرال سے کوئی پہلی بار اس کے گھر آیا تھا وہ پہلی بار اپنے کسی سسرالی عزیز کو دیکھ رہی تھی۔

''میں پانی لاتی ہوں۔''

''نہیں...... وہ بھائی کہاں ملیں گے پلیز...... گڑیا کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے۔ بہت خراب ہے ڈاکٹر نے کہا تھا فوراً شہر لے جائیں تو ہم منہ اندھیرے ہی بس میں بیٹھ گئے تھے۔'' وہ بتا رہا تھا عورت اس دوران سپاٹ چہرے کے ساتھ بچی کو تھپکتی رہی تھی جسے اس نے بدستور کندھے سے لگا رکھا تھا۔

''اوہ ہاں، میں فون کرتی ہوں ایقان کو۔'' وہ تیزی سے فون کی طرف بڑھی۔

''ایقان ہیلو، سنو گاؤں سے تمہارا بھائی آیا ہے۔''

''کیا......؟'' ایقان کی حیرت بھری آواز پر وہ مسکرا دی۔ ''ہاں، کوئی خاتون بھی ساتھ ہیں بچی بھی ہے کچھ بیمار ہے اسے ڈاکٹر کو دکھانے لائے ہیں لیکن مجھے حیرت ہے انہوں نے میرے متعلق کچھ پوچھا نہیں کہ میں کون ہوں اور یہاں کا ایڈریس کیسے پتا چلا انہیں۔''

''ایمان جانتا ہے۔'' ایقان نے فون بند کر دیا تھا صرف ایک جملہ کہہ کر۔

''میں نے بتا دیا ہے ایقان آ رہا ہے۔'' اس نے ڈرائنگ روم میں آ کر کسی کو مخاطب کیے بغیر بتایا اور خود کچن میں آ گئی تا کہ ناشتا بنا سکے۔

''چلو کسی بہانے ہی سہی اس کے گھر سے کوئی آیا تو پھر پتا نہیں کب ایمان سے اس نے میرا ذکر کیا اور مجھے بتایا ہی نہیں۔'' فریج سے ڈبل روٹی نکالتے ہوئے اس کے لبوں پر مسکراہٹ آ گئی۔

''خیر اب کسی روز میں ایقان کے ساتھ گاؤں جاؤں گی...... بھائی اور بہن کو علم ہے تو اب اماں، ابا کو بھی پتا چل ہی جائے گا۔'' اس نے جلدی جلدی آملیٹ کے لیے انڈے پھینٹے ڈبل روٹی کے سلائس ٹوسٹر میں ڈال کر وہ ٹرالی پر پلیٹیں رکھنے لگی۔ وہ لوگ پہلی بار اس کے گھر آئے تھے۔ گاجر کا حلوا مائیکرو میں رکھ کر اس نے ایک بار پھر فریج کھول کر آٹا نکالا۔

''ایک دو پراٹھے بھی بنا لوں، کیا خبر سلائس پسند نہ

UrduPhoto.com

آ گئیں۔'' ناشتا تیار کر کے اس نے ٹرالی میں سب سامان رکھا ہی تھا کہ بیل ہوئی۔ ٹرالی وہیں چھوڑ کر اس نے دروازہ کھولا۔ ایقان نے ایک بے حد پریشان سی نظر اس پر ڈالی۔

''وہ ڈرائنگ روم میں ہیں تم چلو میں ناشتا لے کر آ رہی ہوں۔'' ایقان ایک لمحے کو ٹھٹکا... پھر تیزی سے ڈرائنگ روم کی طرف بڑھ گیا۔ وہ ٹرالی دھکیلتی جب ڈرائنگ روم کے دروازے کے پاس پہنچی تو اندر سے ایقان کی دبی دبی آواز آئی۔

''تمہیں یہاں آنے کی کیا ضرورت تھی ایمان......؟''

''تو کیا کرتے ہم؟'' ایمان کی آواز آئی۔

''گڑیا پوری رات بے ہوش رہی تھی؟ ڈاکٹر نے کہا......''

''او ہو تو کسی اسپتال لے جاتے اور وہاں سے مجھے فون کر دیتے یا پھر آنے سے پہلے مجھے فون کر دیتے۔'' ایقان کی جھنجلائی سی آواز نے اوج کو وہیں رکنے پر مجبور کر دیا تھا۔

''آپ نے اپنے دفتر کا نمبر دے رکھا تھا رات کو اور پھر صبح بھی ٹرائی کیا تھا لیکن ظاہر ہے اس وقت آپ وہاں نہیں ہوتے ہیں۔''

''اچھا خیر تم نے اوج سے کیا کہا؟''

''کچھ نہیں اور انہوں نے کچھ پوچھا بھی نہیں۔''

''یہ انکوائری بعد میں کر لینا اس وقت بیٹی کی فکر کرو اور ہمیں اسپتال لے چلو۔'' اوج نے اس عورت کی آواز پہلی بار سنی تھی لیکن لفظ بیٹی نے اسے جیسے ساکت کر دیا تھا۔

''شاید میرے کانوں نے غلط سنا ہے۔''

''بھائی برا مت منائیے گا آپ کو اب بھابی اوج کو بھی بتا دینا چاہیے کہ آپ کی ان کے علاوہ بھی ایک بیوی اور بچے ہیں، آپ کو انصاف کرنا چاہیے بھائی۔'' اوج کو لگا تھا جیسے اس گھر کی ساری دیواریں ایک ساتھ اس پر آ گری ہوں۔ ایقان نے پتا نہیں کیا کہا تھا اس نے سنا نہیں وہ تو یونہی ہوتے ہوئے بیٹھتی چلی گئی۔ پتا

نہیں کتنی دیر ہوئی تھی شاید صدیاں بیت گئی تھیں جب اس نے ایقان کو بچی گود میں اٹھائے باہر آتے دیکھا۔

''کیا ہوا اوج...... ایسے کیوں بیٹھی ہو؟'' ایقان ٹھٹکا تھا...... اوج نے خالی خالی نظروں سے اسے دیکھا۔ ایقان کی نظریں ٹرالی کی طرف اٹھی تھیں۔ ''تو کیا اوج نے سن لیا وہ سب جو ابھی ایمان نے کہا۔'' اس نے بچی ایمان کو پکڑائی۔

''مانی تم گاڑی میں بیٹھو جا کر میں آتا ہوں۔'' عورت نے ایک طنزیہ نظر اوج پر ڈالی۔

''اب اس کی خوشامد کرنے نہ بیٹھ جانا۔ تمہاری بیٹی کو فوراً کسی ڈاکٹر کی ضرورت ہے۔'' اپنی بات کہہ کر وہ ایمان کے پیچھے دروازے سے باہر نکل گئی۔

''اوج......'' اس نے اوج کا ہاتھ پکڑنا چاہا لیکن اوج نے ہاتھ گود میں چھپا لیے۔

''آئی ایم سوری اوج، میں تمہیں سب کچھ بتا دوں گا پلیز پریشان مت ہونا اور مجھ پر پورا یقین رکھنا آئی لو یو۔'' اوج نے اس کی طرف نہیں دیکھا لیکن اس کے لبوں پر ایک استہزائیہ سی مسکراہٹ بکھر گئی۔

''یقین...... کیسا یقین جس کی کرچیاں بکھری پڑی تھیں۔'' ایقان چلا گیا لیکن وہ یونہی دیوار سے ٹیک لگائے بیٹھی رہی۔ وہ اس سے کہہ گیا تھا کہ وہ پریشان نہ ہو وہ پریشان تو نہیں تھی ہاں بس دل ٹوٹ کر کرچی کرچی ہو گیا تھا۔ ایقان جب گھر آیا تو وہ اسی طرح بیٹھی تھی دیوار سے ٹیک لگائے خالی خالی نظروں سے اسے تکتی ہوئی۔

''وجی جانو تم ابھی تک یہاں بیٹھی ہو۔'' وہ گھٹنوں کے بل اس کے سامنے بیٹھ گیا۔ ''دیکھو پلیز اس طرح مت کرو، میں مر جاؤں گا۔ میں تو تمہارے ہونٹوں کی ہنسی سے زندگی پاتا ہوں وجو تمہاری آنکھوں......'' وہ بولتا رہا لیکن وہ پتھر سی بنی بیٹھی رہی کوئی لفظ اس کے پتھر وجود میں حرارت پیدا نہیں کر سکا۔

''مجھے معاف کر دو وجی...... نسیم میری چچا زاد ہے۔ میں جب تم سے ملا تھا تو میرا نکاح ہو چکا تھا اس سے لیکن میں تم سے بہت محبت کرنے لگا تھا میں تمہارے بنا جینے کا تصور بھی نہیں کر سکتا اس لیے تمہیں نہیں بتایا

جب ابا بیمار ہوئے تھے تب رخصتی بھی ہو گئی تھی۔''

''کتنے بچے ہیں تمہارے۔'' اوج کے لبوں سے سرسراتی سی آواز نکلی تھی۔

''دو...... ایک بیٹا اور ایک بیٹی۔''

''تبھی تم نے مجھے بچوں سے محروم رکھا۔''

''وہ...... نسیم نے مجھے قسم دے دی تھی کہ اولاد صرف اس کی ہو گی۔ بالکل انجانے میں قسم کھا بیٹھا تھا لیکن پلیز اوج اب میں ہر قسم توڑ دوں گا، کفارہ ادا کر دوں گا اس کا تم پلیز مجھے معاف کر دو اس محبت کے عوض جو مجھے تم سے ہے۔''

''تمہاری بیوی جانتی تھی میرے متعلق......؟''

''ہاں، بیوی تھی وہ میری کیسے چھپا سکتا تھا میں......!''

''اور میں کیا تھی تمہاری ایقان کمال کہ تم نے مجھ سے چھپایا......؟'' وہ سپاٹ نظروں سے اسے دیکھ رہی تھی۔

''تم میرا سب کچھ ہو، میری جان، میری زندگی میری بیوی میری شہزادی تم نے میری بات نہیں سمجھی وہ بیوی تھی اور اس کا ہی نہیں اماں ابا کا بھی اصرار تھا کہ میں اسے اپنے ساتھ شہر میں رکھوں جب کہ میں اچھا کما رہا ہوں تب بتانا پڑا تھا مجھے کہ میں اسے کیوں شہر میں نہیں رکھ سکتا اور اس نے تمہارے ہونے پر کوئی اعتراض نہیں کیا تھا قبول کر لیا تھا تمہیں بس قسم دے دی تھی کہ اولاد......'' وہ بولتے بولتے چپ ہو گیا۔ اوج نے ایک نظر اسے دیکھا اور کسی روبوٹ کی طرح چلتی ہوئی اپنے کمرے میں آ گئی بنا ایک لفظ کہے۔ ایقان اسے پکارتا رہ گیا لیکن اس نے اپنے بیڈ روم کا دروازہ بند کر لیا تھا اور اس وقت تک باہر نہیں نکلی جب تک ایقان چلا نہیں گیا وہ ٹیلی فون کے نیچے پیغام لکھ کر گیا تھا۔

''میں اسپتال جا رہا ہوں گڑیا کو انہوں نے ایڈمٹ کر لیا تھا پلیز مجھے معاف کر دو۔'' اوج نے ایک بیگ میں کچھ کپڑے رکھے اور دروازہ لاک کر کے سیدھی ثریا آپا کے پاس آ گئی اور پھر ثریا آپا کے گلے لگ کر وہ اتنا روئی کہ ثریا آپا گھبرا گئیں۔ صبح سے جو آنسو اس کے

اندر منجمد ہو گئے تھے ثریا آپا کے سامنے بہہ گئے۔

''کیا ہوا وجی، پلیز اس طرح تو مت روؤ۔ ایقان تو ٹھیک ہے نا؟''

''ثریا آپا، ایقان نے مجھے دھوکا دیا۔'' اس نے ہچکیاں لیتے ہوئے بتایا۔

''یہاں بیٹھو آرام سے وجی اور مجھے سب بتاؤ۔'' ثریا آپا نے اسے پانی پلایا اور سب کچھ بہت اطمینان سے سنا۔

''تو اب تم نے کیا سوچا ہے؟''

''کچھ نہیں آپا میں...... میری سمجھ میں کچھ نہیں آ رہا لیکن اب میں اس کے ساتھ نہیں رہوں گی اس نے مجھے دھوکا دیا، چیٹ کیا ہے مجھے میں اس کی شکل تک نہیں دیکھوں گی ہرگز نہیں۔''

''ابھی تم شاکڈ ہو چندا کچھ دن ادھر رہو اتنے بڑے فیصلے اس طرح اتنی جلدی میں نہیں کیے جاتے اچھی طرح سوچ سمجھ کر فیصلہ کرنا۔'' لیکن اس نے فیصلہ کر لیا تھا اور کوئی بھی اسے موم نہیں کر سکا تھا۔ کتنی ہی بار ایقان نے اسے فون کیا۔

''فار گاڈ سیک اوج، میری مجبوری سمجھنے کی کوشش کرو۔''

''کوئی مجبوری نہیں تھی تمہیں۔'' اس کا دل جیسے کٹ کٹ کر گرتا رہتا۔

''تم نے تو کہا تھا اوج محبت کبھی نہیں مرتی ہمیشہ زندہ رہتی ہے پھر تمہاری محبت کیا مر گئی ہے۔ کیا تم نے مجھ سے محبت نہیں کی...؟''

''پتا نہیں شاید میں نے غلط کہا تھا ایقان۔ محبت تو اعتبار کی آبیاری سے ہی زندہ رہتی ہے۔ میں نے تو محبت کی ہے تم نے نہیں...... یہ کیسی محبت تھی تمہاری کہ تم نے مجھے میری ممتا سے محروم رکھا۔ تم نے مجھے ماں بننے کی خوشی نہیں دی۔ کیا یہی تمہاری محبت تھی ایقان......؟''

''اس ایک غلطی کے علاوہ میں کسی اور بات پر تم سے شرمندہ نہیں ہوں اوج، میں نے سچ مچ تم سے محبت کی ہے۔''

''غلطی...... نہیں جرم ایقان۔'' وہ سسکی تھی۔

UrduPhoto.com

"غلطی تو معاف کی جاسکتی ہے لیکن جرم نہیں۔"

"لیکن محبت میں تو برے سے برا گناہ قابلِ معافی ہوتا ہے۔"

"میرے پاس وہ ظرف نہیں ہے، تم چاہو تو اپنی بیوی اور بچوں کو اس فلیٹ میں لے آؤ میں اب کبھی لوٹ کر نہیں آؤں گی۔"

پھر اس نے کتنے ہی چکر گھر کے لگائے تھے۔ بات ثریا آپا سے ہوتی بڑوں تک بھی پہنچ گئی تھی۔ تب اماں، ابا، تایا سب نے ہی اسے سمجھایا۔

"اب جو ہوا سو ہوا وہ شرمندہ ہے نادم ہے بہتر ہے کہ اپنا گھر نہ توڑو...... مرد دو شادیاں کر ہی لیتے ہیں۔ دوسری بیوی گاؤں میں ہی رہے گی اس نے کہا ہے۔" لیکن وہ اپنا دل بڑا نہ کر سکی اور یوں اس کی ازدواجی زندگی صرف چھ سال تک چل سکی۔ ایقان لاہور سے چلا گیا۔ جاتے ہوئے وہ اس کے فلیٹ کی دوسری چابی جو اس کے پاس ہوتی تھی اسے دے گیا۔

"ایک بات کا یقین رکھنا ہمیشہ، میری محبت میں کھوٹ نہیں تھا میں نے سچ سچ تم سے محبت کی ہے۔" لیکن اس کے دل کے دروازے ایسے بند ہوئے تھے کہ ایقان کی کوئی دستک بھی انہیں نہ کھول سکی۔

"میں یہاں اس شہر میں رہ کر تم سے دور نہیں رہ سکتا۔ میں جا رہا ہوں کراچی میں نے وہاں کا کانٹیکٹ نمبر ثریا آپا کو دے دیا ہے اگر کبھی ضرورت پڑے تو آواز دے لینا۔ اوج میں تمہارا مجرم ہوں تمہیں حق ہے جو چاہو مجھے سزا دو۔ میں نے خود کو تمہاری جگہ رکھ کر سوچا تو مجھے تمہارا رویہ صحیح لگا۔ شاید میں بھی ایسے ہی ری ایکٹ کرتا یا شاید تھوڑی سی گنجائش پیدا کر لیتا تم اگر میرے ساتھ نہیں رہنا چاہتیں تو میری خواہش ہے کہ زندگی کا باقی ماندہ سفر تم تنہا نہیں اور کسی کی ہمراہی میں کسی خوشی کے کرو لیکن ثریا آپا نے کہا ہے کہ تم طلاق نہیں لینا چاہتیں پھر بھی اگر کبھی تم ایسا چاہو تو میں ایک لمحے کی بھی دیر نہیں لگاؤں گا اگر تم اپنے دل میں لچک پیدا کر سکو تب بھی تمہارے پاس پہنچنے میں دیر نہیں لگے گی۔"

لیکن نہ تو وہ اپنے دل میں لچک پیدا کر سکی تھی اور نہ ہی کسی اور کے سنگ زندگی گزارنے کے متعلق سوچا تھا اس نے اور یوں ہی اٹھارہ سال بیت گئے تھے۔ وہ دو تین ماہ ہی اماں ابا کے پاس رہی تھی اور پھر اپنے فلیٹ میں آ گئی تھی۔ اس نے ایک کالج میں لیکچرر شپ کر لی تھی۔ سب نے ہی اعتراض کیا تھا سب نے ہی اسے اکیلے رہنے سے منع کیا تھا لیکن ان تین ماہ میں اس پر آگہی کے جو در کھلے تھے اس سے اس نے جانا تھا کہ شادی شدہ بیٹی گھر میں کنواری بیٹی سے زیادہ بھاری ہوتی ہے گو اس گھر میں نہ پیسے کی کمی تھی نہ محبتوں کی پھر بھی وہ اپنے فلیٹ میں آ گئی تھی۔

کسی نے اسے تنہا نہیں چھوڑا تھا۔ اتنا بڑا خاندان تھا کوئی نہ کوئی ہر وقت اس کی خبر گیری کو موجود ہوتا۔ ثریا جاتیں تو تائی اماں آ جاتیں وہ رخصت ہوتیں تو کوئی نہ کوئی کزن موسمی فروٹ یا بیکری کا سامان اٹھائے چلا آتا اور یوں اس نے اٹھارہ برس بتا دیے..... ان اٹھارہ برسوں میں اس نے بہت بار ایقان کو سوچا لیکن کبھی بھی ایقان کے خیال نے دل میں کسی جذبے کو نہیں جگایا۔

"تو کیا محبت صرف ایک وقتی جذبہ ہے اور وقت گزرنے کے ساتھ ختم ہو جاتا ہے۔" اس نے بارہا اپنے آپ سے بھی پوچھا تھا پتا نہیں ایسا تھا یا نہیں لیکن اس کے دل میں تو ایقان کمال کی محبت باقی نہیں رہی تھی۔ اب تو بہت عرصے سے اس نے ایقان کمال کو سوچا تک نہیں تھا لیکن آج ایزی چیئر کی پشت پر سر رکھے وہ اٹھارہ سالوں بعد ایک بار پھر ایقان کمال کو سوچ رہی تھی۔ اندر دور تک بجھی راکھ تھی اس حالت میں نہ جانے کتنی دیر ہو گئی۔ اس نے کمال کے سنگ گزارے سارے سالوں کو یاد کر چھوڑا تھا۔

"کیا تھا اگر میں ایقان کمال کو معاف کر دیتی تو شاید آج زندگی کا یہ رنگ نہ ہوتا۔ اتنی بے رنگ، اتنی پھیکی شاید اس آنگن میں کہیں کوئی بچہ کھیل رہا ہوتا۔ میرا خیال رکھنے والا۔ کیسی تنہائی سی تنہائی ہے اگرچہ اب بھی سب کسی نہ کسی طرح خبر رکھتے ہیں پھر بھی اور اس نے کہا تھا جب چاہو آواز دے لینا تو کیا اب بھی وہ میرا منتظر ہو گا......؟" ایک چور سا خیال اس کے دل میں آیا تھا اس نے یکدم آنکھیں کھول دیں اور سیدھی ہو کر بیٹھ گئی۔

"اگر میں نے فون نہیں کیا تو وہ تو فون کر سکتا تھا نا لیکن اس نے بھی تو کبھی جانے کے بعد آواز نہیں دی گویا محبت محض ایک وقتی جذبہ ہے۔" اس نے برسوں پہلے کہی اپنی ہی بات کی نفی کی۔

"میرا خیال ہے آج مجھے ثریا آپا کی طرف چلے جانا چاہیے خوامخواہ قنوطی ہو رہی ہوں وہاں نتاشا اور ایما کے ساتھ وقت گزرنے کا پتا بھی نہیں چلے گا۔ ثریا آپا کتنی خوش قسمت ہیں۔ دو بیٹیاں، دو بیٹے اور سیف اللہ کے بھی کتنے ذہین بچے ہیں۔" وہ کسلمندی سے اٹھی اور اپنے بیڈ روم کی طرف بڑھی تب ہی ڈور بیل ہوئی۔ وہ بیڈ روم کی طرف جاتے جاتے پلٹ آئی۔

"پتا نہیں کون آیا ہے اس وقت......؟" اس نے دروازہ کھولا اور سامنے ایک عورت نوجوان لڑکی کو دیکھ کر حیران رہ گئی۔ لڑکی کی عمر اٹھارہ بیس سال ہوگی۔

"آپ کون... اور آپ کو کس سے ملنا ہے؟"

"آپ سے......!"

"مجھ سے...!" اس نے حیرت سے اس خاتون کی طرف دیکھا۔ وہ اسے بالکل نہیں جانتی تھی۔

"اندر آنے کے لیے نہیں کہو گی اوج......؟" عورت دروازے پر ہاتھ دھرے پوچھ رہی تھی اور وہ اسے پہچاننے کی کوشش کر رہی تھی۔

"آیئے آ جایئے پلیز۔" ابھی ابھی وہ انہیں اندر لے آئی۔

"میں نسیم ہوں۔" عورت نے صوفے پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"ایقان کمال کی پہلی بیوی۔" یکدم اس کا دل اس کے سینے میں یوں دھڑکا جیسے ابھی باہر آ جائے گا۔ وہ دل پر ہاتھ رکھے اسے دیکھ رہی تھی۔ "ایقان کہاں ہے وہ کیوں نہیں آیا اس کے ساتھ۔" عورت نے ایک نظر اسے دیکھا۔

"شاید تمہیں میرا یہاں آنا اچھا نہ لگا ہو لیکن میرے پاس اس کے علاوہ اور کوئی راستہ نہیں تھا۔ میں نے سوچا تھا ایک تم ہی ہو جو مصیبت کی اس گھڑی میں

UrduPhoto.com

ہمارے لیے کچھ کرسکتی ہو۔ ہوسکتا ہے میرا گمان غلط ہو۔ ہوسکتا ہے ایسا نہ ہو جیسا میں نے سوچا ہے پھر بھی میں آ گئی ہوں۔'' اوج ہاتھ گود میں دھرے ساکت بیٹھی تھی، وہ عورت لمحہ بھر کے لیے خاموش ہوئی پھر اپنے پاس بیٹھی لڑکی کی طرف دیکھا۔

''یہ ہماری بیٹی ہے اس کے دل میں.......... پیدائشی سوراخ تھا...... ایک بار چار سال کی عمر میں کراچی میں اس کا آپریشن ہو چکا ہے تب ڈاکٹرز نے بتایا تھا کہ یہ اب بالکل ٹھیک ہے۔ آپریشن کامیاب ہوا ہے لیکن دو سال سے اسے پھر تکلیف ہے۔ سانس پھول جاتا ہے، کبھی تو رک جاتا ہے۔ اذیت سے نیلی پڑ جاتی تھی پھر ڈاکٹرز کو دکھایا تو پتا چلا کہ دل میں سوراخ ابھی تک موجود ہے۔'' وہ سانس لینے کو رکی تو اس نے بچی کی طرف دیکھا۔ وہ بہت کمزور سی تھی اور اس کی آنکھوں کے گرد حلقے پڑے ہوئے تھے لیکن اس کی آنکھیں، اس کے ہونٹ، اس کی ناک بالکل ایقان کی طرح تھی۔ اس کا دل پھر زور سے دھڑکا۔

''ڈاکٹرز نے آپریشن کا کہا ہے اور وہ بھی فوری۔ ہم ڈاکٹر کی فیس افورڈ نہیں کر سکتے۔ دو تین لاکھ کا خرچہ ہے۔'' اس نے لڑکی کی طرف دیکھا۔

''ایقان کی بیٹی ہے اور ایقان تمہارا بہت ذکر کرتا تھا۔ وہ کہتا تھا اوج مجھ سے بہت محبت کرتی ہے۔ ایسی محبت جو کبھی نہیں مرتی جو ہمیشہ زندہ رہتی ہے تو میں اس آس میں یہاں تک چلی آئی ہوں کہ شاید تم ایقان کی بیٹی کو مرنے سے بچا لو۔ اس محبت کے عوض جو تمہیں ایقان سے تھی۔'' اسے لگا جیسے اس کا دل پاتال میں گر گیا ہے۔ گرتا جا رہا ہے...... نیچے اور نیچے......

''تھا...... تو...... ایقان اب کہاں ہے؟'' اس کے لبوں سے نکلا لیکن اسے اپنی آواز خود اجنبی سی لگی۔

''یہاں سے جانے کے چار سالوں بعد اچانک اسے ہارٹ کی تکلیف شروع ہوگئی تھی اور ایک بار اسی سلسلے میں اس کا بلڈ چیک ہوا تو پتا چلا کہ اسے ہیپاٹائٹس ہے پھر بہت علاج کروایا، کبھی وہ ٹھیک ہو جاتا کبھی یکدم بہت بیمار...... ہونے لگے جمع سرمایہ اس کی بیماری اور علاج میں ختم ہو گیا اور سب نے ہی ساتھ چھوڑ دیا۔ کام ختم ہو گیا۔'' اس نے ہونٹ بھینچ کر جیسے اپنی سسکی دبائی تھی۔

''اور ایقان...... ایقان۔'' اوج کے لب بند تھے اس کی سوالیہ نظریں نسیم پر جمی تھیں اور دل پر ہاتھ رکھے وہ جیسے کسی خلا میں لٹک رہی تھی۔ ابھی اگر نسیم نے کہا کہ ایقان چلا گیا ہے تو......'' اس کا دل جیسے بند سا ہونے لگا۔

''نہیں......'' اس نے نچلے ہونٹوں کو دانتوں تلے اتنی سختی سے دابا کہ خون چھلک آیا نسیم نے اس کی حالت سے بے خبر پھر بات شروع کی۔

''وہ بھائی اور بہنیں جن کے لیے ایقان نے اتنا کچھ کیا مصیبت کی اس گھڑی میں وہ بھی ساتھ چھوڑ گئے۔ ریحان بے چارہ پڑھتا بھی ہے، ٹیوشن بھی کرتا ہے اور جو کچھ اس کے اختیار میں ہے وہ بھی کرتا ہے۔ ایقان نے کیا، کیا خواب دیکھے تھے ریحان کے لیے...... وہ کہتا تھا میں ریحان کو اعلیٰ تعلیم دلواؤں گا۔''

''ایقان...... ایقان کہاں ہے؟'' حوصلے کی طنابیں اوج کے ہاتھوں سے گر گئی تھیں۔

''پچھلے دنوں پھر اس کی طبیعت زیادہ خراب ہو گئی تھی آج کل پھر اسپتال میں ہے۔ ریحان ہے اس کے پاس شاید ثریا کی ٹینشن ہے اسے وہ......'' پتا نہیں وہ کیا کہہ رہی تھی اوج نے سنا نہیں اسے لگا تھا جیسے اس کا ڈوبا دل تیرنے لگا ہو اور جیسے صدیوں سے اس کے سینے میں رکا سانس بحال ہوا ہو۔

''کہاں کس اسپتال میں......؟''

''یہاں لاہور میں ہی۔ آٹھ سال پہلے ہم کراچی سے یہیں آ گئے تھے۔ یہاں سے گاؤں بھی نزدیک ہے اور پھر یہاں ایمان بھی تھا تب بھی کبھار خبر لے لیتا تھا۔ اب تو خیر ریحان بھی بڑا ہو گیا ہے لیکن تب وہ چھوٹا تھا اور میں وہاں اکیلی تھی۔''

''آٹھ سال...... آٹھ سال سے وہ یہاں ہے اس شہر میں اور بیمار ہے لیکن مجھے خبر تک نہیں میرے دل نے بھی نہیں خبر کی مجھے۔'' وہ خود سے کہہ رہی تھی۔

''ایقان کی طبیعت جب بھی ذرا بہتر ہوتی ہے تو وہ کچھ نہ کچھ کام کر لیتا ہے لیکن ایسی بیماریاں۔ اتنے اخراجات۔ کبھی کبھی تو جی چاہتا ہے کہ سب مر جائیں ایک ساتھ۔'' اب اس کی آواز بھرا گئی تھی۔

''میں نے ایقان کو نہیں بتایا لیکن ماں ہوں نا موت سے پہلے ہر دروازہ کھٹکھٹانا چاہتی ہوں جہاں سے رتی بھر بھی امید ہے کہ...... تم ایقان سے محبت کرتی تھیں...... تم اب بھی اس کی بیوی ہو۔ اس محبت کے صدقے جو تمہیں اس سے تھی۔ اس بچی کو موت کے منہ میں جانے سے بچا لو۔ ہر گزرتا دن اسے زندگی سے موت کی طرف لے جا رہا ہے۔'' اب وہ ہچکیوں سے رو رہی تھی۔ ایقان نے نگاہ اٹھا کر اس کے برابر بیٹھی لڑکی کو دیکھا دبلی پتلی نازک سی، ایقان کی ڈھیروں مشابہت اپنے اندر لیے۔ یکدم وہ اپنی جگہ سے اٹھی اور اس نے اسے بازوؤں سے پکڑ کر کھڑا کیا اور اپنے دونوں بازوؤں میں بھینچ لیا۔ اس کا دل جیسے پانی ہو کر بہہ رہا تھا۔

''نہیں، نہیں اسے کچھ نہیں ہوگا۔ مت کرو ایسی باتیں۔ دل میں سوراخ والے لوگ مرتے نہیں، ہیں اتنا خطرناک نہیں ہے اس کا آپریشن میں ابھی بات کرتی ہوں ثریا آپا سے ان کا بڑا بیٹا ہے نا ڈاکٹر ابھی پچھلے سال ہی آیا ہے ہارٹ سرجری میں اسپیشلائزیشن کر کے......'' وہ اسے بھینچے کھڑی تھی۔

''مجھے پتا تھا...... مجھے پتا تھا تم اب بھی ایقان سے محبت کرتی ہو۔ تم بھلا اس کی بیٹی کو یوں موت کے منہ میں جانے دو گی تم......'' نسیم کہہ رہی تھی یکدم اس کے چہرے پر آسودگی بکھر گئی تھی۔

''محبت...!'' اس نے حیران ہو کر نسیم کی طرف دیکھا اور محبت اس کے اندر کھلکھلائی۔

''ہاں محبت کبھی نہیں مرتی۔'' دل نے اعتراف کیا۔

''وہ ہمیشہ زندہ رہتی ہے دل میں آگ لگائے رکھتی ہے۔ یہ آگ کبھی نہیں بجھتی ہمیشہ جلتی رہتی ہے چاہے ہم کچھ بھی کہیں، ہزار دعوے کریں کسی کو بھول جانے کے۔'' اسے لگا جیسے ایقان کی محبت کی آگ تو آج بھی اس کے دل میں ایسے ہی جل رہی ہے۔ دل و جاں کو جلاتی اور راکھ کرتی ہوئی۔

''یہ آگ تو کبھی بجھی ہی نہیں تھی شاید۔'' ثریا کو اپنے ساتھ لگائے لگائے اس نے ایک مسکراتی ہوئی نظر نسیم پر ڈالی۔

''سب ٹھیک ہو جائے گا، پریشان مت ہو لیکن پہلے ایقان کی طرف چلتے ہیں۔'' وہ میز پر سے گاڑی کی چابی اٹھا کر یوں نسیم کے ساتھ چل دی جیسے بیچ میں اٹھارہ سال آئے ہی نہیں تھے۔

محبت اپنی اس کامیابی پر اس کے اندر قہقہہ لگا کر ہنسی تھی اور دل نے اس کی تائید کرتے ہوئے سرگوشی کی تھی۔

محبت ایک دولت ہے
محبت دائمی ورثہ
محبت مر نہیں سکتی

UrduPhoto.com